عظمت اولیاء اللہؒ اور علامہ اقبالؒ

بقلم حقائق رقم محترمی شاہ عبدالغنی صاحب چشتی نیازی ایم اے مدفیضہٗ

اس مقالے کے دو حصے ہیں :۔ (۱) منصب ولایت و عظمت اولیاءؒ اللہ کی صداقت اور (۲) علامہ اقبالؒ کی تائید، لیکن ان کے نظریۂ حیات کے بعض شارحین کی غلط فہمیاں،

پہلے جزو اوّل کی وضاحت کی جاتی ہے :۔

وَلایت کے لغوی معنی کئی ہیں۔ لیکن خاص معانی تصرف محبت اور دوستی کے ہیں، قرآن پاک میں یہ لفظ بمعنی مفعول بھی استعمال ہوا ہے اور بمعنی فاعل بھی۔ مثلاً ارشاد باری ہے۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ — یعنی وہ صالحین کا دوست ہے، اور أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی خبردار تحقیق اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی غم ہوتا ہے، نہ کسی قسم کا خوف، اور اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا یعنی اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وغیرہ وغیرہ

اور فرمایا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے،

اللہ عزوجل کے بندوں سے کچھ ایسے بندے ہیں کہ ان پر رشک کھاتے ہیں خدا کے نبی اور شہید، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان کی صفت بتائیے تاکہ ہم ان کو دوست رکھیں، فرمایا وہ ایک قوم ہے جو دوست رکھتی ہے روح اللہ یعنی اللہ کے امر کو، بغیر مالوں اور کسبوں کے، ان کے چہرے پُر نور ہیں اور وہ نور کے منبروں پر ہونگے۔ جس وقت لوگ خوف کھائیں گے۔ انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور جس وقت لوگوں کو غم ہوگا۔ انہیں کسی قسم کا غم نہ ہوگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَلا اِن اولیاء اللہ لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون اور یہ بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ کہ جس نے میرے کسی ولی کو تکلیف دی، یا اس سے عداوت رکھی، اس کو میں اجازت دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے جنگ کے لئے تیار ہو جائے (من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب) حدیث قدسی

اصطلاح تصوف میں ولایت مقام قرب و حضور ہے، جو اللہ اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے، ولایت سے متعلق اولیاءؒ اللہ کے ارشادات بے شمار ہیں، جن سے چند یہ ہیں،

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں، ولایت دراصل حق تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے اور ہر شخص پر اسرار الٰہیہ ظاہر نہیں ہوتے،

ابوعلی جوزجانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- ولی وہ ہوتا ہے، جو اپنے حال سے فانی ہو اور خدا کے مشاہدے میں باقی ہو۔ اور اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ اپنے حال سے خبر دے، یا اللہ کے سوا کسی اور سے آرام پائے۔[1]

حضرت جنید بغدادیؒ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ ولی کو خوف، غم اور اُمید سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اُس کی صفت رضا ہو جاتی ہے۔[1]

حضرت ابراھیم ادھمؒ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر تو ولی ہونا چاہتا ہے۔ تو دل توجہ خدا کی طرف کر اور کسی دوسری چیز سے دل نہ لگا۔[1]

حضرت ابویزیدؒ نے فرمایا کہ ولی وہ ہوتا ہے جو خداوند تعالیٰ کے امر و نہی کے نیچے صبر کرتا ہے، یعنی صبر و شکر کے ساتھ شریعت کی پابندی کرتا ہے۔[1]

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ نے فرمایا۔ سلوک میں مردِ کامل (ولی) وہ ہے کہ پندرھویں درجہ میں پہونچے اور مردے کے لئے دعا کرے تو وہ زندہ ہو جائے۔[2]

شیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں، ولی اس بندے کا نام ہے، جو اللہ کے اخلاق سے متخلق ہو گیا ہو، اور اپنے کو فنا کر کے اس کے (خدا کے) ساتھ متحقق ہوا ہو اور اس طرح بقا بعد الفنا سے اس نے تعلق حاصل کیا ہو (فص عزیزیہ)

نیز وہ اسی فص میں لکھتے ہیں کہ ولایت اللہ کی صفت ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے حتیٰ کہ دارالآخرۃ میں نبی و رسول کا امر نبوت ختم ہو جائے گا۔ لیکن ان کی صفت ولایت باقی رہے گی۔

اقسامِ ولایت :- ولایت کی دو قسمیں ہیں (۱) ولایت کسبی۔ (۲) ولایت وہبی، اور ہر قسم کی ولایت کے درجات کثیر التعداد ہیں،

ولایت کسبی :- اس کے لئے (۱) ایمان و یقین (۲) صفائے قلب اور (۳) محبت الٰہی کے ساتھ (۴) حصول قربِ خداوندی کی نیت سے (۵) کسی رہنمائے کامل کی ہدایات کے بموجب، اور (۶) اس کی صحبت و معیت میں اکتساب فیض اخلاقی و روحانی کرتے ہوئے (۷) ہمہ تن عبادت و ریاضت (اور حسب استطاعت خدمت خلق اللہ میں مصروف رہنا ضروری ہے۔ لیکن (۸) ان شرائط کے باوجود جب تک اللہ اپنی رحمت کاملہ سے بندے کو نہ نوازے "قرب و حضور" یعنی "ولایت" کی نعمت حاصل نہیں ہو سکتی، حصولِ نعمت ولایت کے بعد ترقی درجات بھی مرضی مولا پر منحصر ہے،

نکتہ :- یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جیوں جیوں مرتبہ بڑھتا جاتا ہے، تعداد گھٹتی جاتی ہے، مثلاً عام مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ مومنین صادقین کی ان سے کم، عارفین کی ان سے کم، ابدال، اوتاد کی ان سے بھی کم اور قطب و غوث کی سب سے کم ہوتی ہے، **وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ** -

ولایت وہبی :- ولایت کسبی سے اعلیٰ ہوتی ہے، اور اس کا انتہائی درجہ "ولایت نبوت" ہے، ولایت وہبی کی نعمت سے صدہا بزرگ ہستیاں نوازی گئی ہیں، حالانکہ انہیں درجہ نبوت نہیں دیا گیا۔ مثلاً مولائے دو جہاں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ،

---

[1] کشف المحجوب، [2] ملفوظات حضرت سلطان المشائخؒ از حضرت امیر خسروؒ، طوطیِ ہند و خلیفہ حضرت محبوب الٰہیؒ

ائمہ کرام رضی اللہ عنہم اور قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز وغیرہ، ان بزرگ ہستیوں کو اللہ رب العزت نے یوم پیدائش بلکہ روزِ ازل ہی سے مقام ولایت پر فائز فرما دیا تھا۔ اور اسی طرح قیامت تک وہ جسے چاہے گا اپنے "حضور و قرب" کی دولت سے بلا کسب نوازتا رہے گا۔

ولایت، وہبی کا آخری درجہ ولایت نبوت ہے، نبی ولی پیدا ہوتا ہے اور اس کی ولایت کو "روح قدس نبوتی" سے تائید و نصرت حاصل رہتی ہے۔ یہ نعمت عام انسانوں کو میسر نہیں ہوتی اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ، اللہ پاک نے "روح قدس" سے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تائید فرمائی ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (اسی طرح اے محمد ہم نے آپ کو روح امر عطا کی) یہ روح کلی ہے اور دوسری ارواح جزوی جو روح کلی امری کی حیثیت نہیں پا سکتیں جس طرح حیوان میں روح انسانی نہیں ہوتی اس لئے وہ لاکھ کوشش کرے انسان نہیں بن سکتا۔ اسی طرح کوئی عام انسان درجۂ نبوت نہیں حاصل کر سکتا خواہ وہ کتنی ہی کوشش کرے، کیونکہ اس کی تائید "روح قدس" سے نہیں کی گئی ہے۔ صاحب روح قدس ہر لحاظ سے کامل ہوتا ہے، اور فطرتاً و خلقتاً اُس درجۂ کمال روحانی تک پہونچا ہوا ہوتا ہے۔ جہاں کوئی دوسرا انسان زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کے باوجود نہیں پہونچ سکتا۔

ولایت کی تقسیم بنوع دیگر:۔ بعض حضرات نے ولایت کو (۱) عامّہ اور (۲) خاصّہ میں تقسیم کیا ہے، (۱) ولایت عامہ تمام مخلص مسلمانوں کے لئے ہے جو ایمان، اسلام اور اعمال صالحہ کی شرائط پوری کرتے ہوں، اور (۲) ولایت خاصّہ، واصلین حق کے لئے ہے، ان کی جہت الی اللہ اتنی قوی ہوتی ہے کہ وہ بشریت کو مقہور کر دیتی ہے، اسی کا نام فنائیت ہے، اس کے بعد سالک باقی باللہ بنتا اور علیٰ قدر فضل ایزدی اعلیٰ تر مقامات پر فائز ہوتا رہتا ہے۔ مسلمانوں کی ولایت مثل قمر آفتاب ولایت نبوی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ نور کرتی ہے۔ برخلاف حضور سرور کائنات کے کہ آپ بلاواسطت جبرئیل مقام لی مع اللہ میں براہِ راست حق سبحانہ تعالیٰ سے فیضان اسرار توحید اخذ فرماتے ہیں، پھر آپ سے یہ فیضان آپ کی اُمت کے اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کو پہونچا ہے

مستورین اور ظاہرین:۔ ایک تقسیم اولیاء اللہ کی مستورین اور ظاہرین میں کی گئی ہے۔

اولیاء مستورین میں قطب مدار، اقطاب اثنا عشر، چہل ابدال، چہار اوتاد، چہل نجباء، سی صد نقباء، ابدال اقالیم سبعہ شامل ہیں، یہ لوگ طے ارض کرتے ہیں، پانی پر چلتے ہیں، ہوا میں اُڑتے ہیں، لوگوں کی نظروں سے جب چاہتے ہیں پوشیدہ ہوجاتے ہیں، بلند آواز سے قرآن و اشعار وغیرہ پڑھتے ہیں، مگر عوام ان کی آواز نہیں سُنتے، وجد و رقص کرتے ہیں، آگ میں جاتے ہیں مگر نہیں جلتے ... خضر علیہ السلام و الیاس علیہ السلام انہی میں سے ہیں،

اولیاء ظاہرین میں قطب الارشاد، اولیاء ابرار، عارفین، عاشقین، موحدین، محققین، اویسیہ، ملامتیہ، طالبین، مریدین، سالکین، طاہرین، واصلین وغیرہ شامل ہیں، ان میں سے بعض اپنی بعض دوسروں کی تکمیل میں مصروف رہتے ہیں ان کے خوارق مستورین کے خوارق سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں،

اولیاء مستورین کو بیشتر "کشف کونی" ہوجاتا ہے، جسے "کشف صوری" بھی کہتے ہیں، اولیاء ظاہرین کو کشفِ حقائق

ہوتا ہے۔ جسے کشفِ معنوی بھی کہتے ہیں، علاوہ ازیں کشف و کرامات عالمِ جبروت کی چیزیں ہیں، اور عالمِ جبروت ایک درمیانی منزل ہے، انتہائی منزل تسلیم و رضا ہے۔ جہاں کشف و کرامات سے مطلق سروکار نہیں رہتا۔ کیونکہ سالک منتہیٰ احدیت میں غرق ہوتا ہے۔ اُسے اپنا ہی ہوش نہیں رہتا۔ تصرفات کرے بھی تو کون اور کس پر،

تو مباش اصلا کمال، این ست و بس
تو ز تو گم شو وصال این ست و بس

جہاں نہایت یہ ہو کہ بندہ اپنے اختیار ہی سے گذر جائے وہاں تصرفات کو کسی طرح قابل قدر نہیں سمجھا جاسکتا" (تبر دلبراں)

تفاوت درجات: انبیاء مرسلین و اولیاء کاملین وغیرہ میں بھی حسب درجۂ سارح قدس امتیاز و تفاضل ہے، وتلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض،

انبیاء محض سے انبیاء مرسلین افضل ہیں اور مرسلین سے اولو العزم اور اولو العزم سے خاتم النبیینؐ، اور جس طرح ولایت کسبیہ میں ہے، اسی طرح ولایت وہبی میں ہے کہ جتنی بلند شخصیت ہوگی۔ اتنی ہی تعداد کم ہوتی جائے گی مثلاً کل انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، ان میں مرسلین تین سو تیرہ، اولو العزم پانچ اور خاتم النبیینؐ صرف ایک ہیں۔

اسی طرح اولیاء کاملین میں نقباء، نجباء، ابدال، اوتاد اور غوث یا قطب ہوتے ہیں، ان کی تعداد بھی درجے کے لحاظ سے کم ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ غوث ایک ہی ہوتا ہے اور وہی قطب عالم ہوتا ہے

امور دنیوی میں بھی دُنیا کے ہر مُلک میں یہی اصول نافذ العمل ہے۔ فوج ہو یا غیر فوجی محکمہ، جیوں جیوں منصب بڑھے گا۔ تعداد گھٹے گی۔ سپہ سالار یا گورنر ایک ہی ہوتا ہے۔

ولایت باقی نبوت ختم ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ ھو الولی، اللہ ہی ولی ہے اور وھو الولی الحمید، وہ اللہ ہی ولی حمید ہے،

ان آیات سے اس کی صفت ولایت ثابت ہے، اور رسالت و نبوت صفات باری تعالیٰ میں داخل نہیں ہیں لہٰذا نبوت ختم ہوگئی اور ولایت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی یہی ہے کہ لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) پس آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کاذب ہے، لیکن امر ولایت ہمیشہ رہنے والا ہے اور اولیائے کرام کی پیروی کرنے والے مومنین صادقین ہی اللہ کی مرضی کے مطابق اس نعمت سے بہرہ مند ہوتے رہیں گے، البتہ وہ لوگ جن کی زندگی کا نصب العین ہی قرب خداوندی حاصل کرنا نہ ہو، یا وہ لوگ جن کا نصب العین تو یہی ہو لیکن وہ اولیاء اللہ کی پیروی نہ کریں یا کسی ماہر فن کی اطاعت کئے بغیر کامیابی چاہتے ہوں اس نعمت سے محروم رہیں گے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے اکثر کفار اہل اسلام کی طرح اولیاء اللہ کی زیارت کو جاتے ہیں، اور حسب ظاہر نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ زیارت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے کہا جائے کہ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ زبان پر جاری کر کے پوری طرح اسلام کے قائل ہو جاؤ تو دل و جان سے مخالفت کرتے اور فضول حجتیں پیش کرتے ہیں

مذکورۂ بالا آیات قرآنی کے علاوہ اور بھی آیات ہیں، جن سے ثابت ہے کہ اولیاء اللہؒ کا وجود ہمیشہ رہے گا۔ مثلاً

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ (انفال) متقی ہی اس کے ولی ہیں) وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا ۔ (سورۂ نساء)

ترجمہ :- جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، تو وہ ان کے ساتھ ہیں۔ جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاءؑ، صدیقینؓ شہداءؓ اور صلحاءؒ کے ساتھ۔ اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں۔

یعنی دیگر احادیث و اقوال :- بقائے ولایت کے ثبوت میں چند احادیث و اقوال اور بھی درج ذیل ہیں :-

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے : لَنْ تَخْلُوَ الْأَرْضُ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلٍ مِثْلَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ فِيهِمْ تُسْقَوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُونَ ۔

ترجمہ :- زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس ابدال سے جو حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے پر تو ہونگے۔ انہی کے سبب تم کو مینہ ملے گا اور انہی کی بدولت مدد پاؤ گے (یعنی بارش اور مدد انہی کے وسیلہ سے حاصل ہوگی)

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا يَزَالُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا يَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ آخَرَ وَهُمْ فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا ۔ ترجمہ :- چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ زمین کی حفاظت کرے گا۔ جب ان میں سے ایک انتقال کر جائے گا۔ تو خدا اس کی جگہ دوسرا قائم فرمائے گا اور وہ سب زمین میں ہیں۔

امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مشارق الاذواق میں تحریر فرماتے ہیں کہ :- دلیل کشفی و نقلی سے ثابت ہے کہ اقطاب و افراد و اوتاد و ابدال وغیرہم کی جماعت جو عنایت الٰہی اور الطاف لامتناہی سے مخصوص ہے، ہر عصر اور ہر زمانے میں قائم رہتی ہے۔ اُن کے ابدان زاکیہ سبب نظام جہان فانی ہوتے ہیں اور ان کے انفاس طیبہ آسمانی بلاؤں کو ٹالتے رہتے ہیں، حدیث نبویؐ اس بات کی شاہد ہے۔ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ (یعنی ہمیشہ رہے گا میری امت میں ایک گروہ اوپر حق کے کھلم کھلا۔ نہ ضرر پہونچا سکے گا۔ ان کو وہ جو مخالف ہوں ان کا یہاں تک کہ پہونچے امر اللہ کا۔ یعنی قیامت)

حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- "عادت الٰہی و سُنت الٰہی اسی طرح جاری ہے۔ کہ مشائخ زہاد، عباد، اوتاد، اخیار، نجباء، نقباء، ابدال، اقطاب، غوث اور سائر اہل اللہ، جو صاحب جذبات عاشقین، و معشوقین ہیں، ان سے زمانہ کبھی خالی نہیں ہونے پاتا۔ یہ لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے"

اسی طرح صاحب کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ العزیز ایک نہایت قوی دلیل ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں :- "خبری دلائل اور عقلی حجتوں کے ساتھ ساتھ "براہین عینی" (چشم دید شہادتوں) کی موجودگی بھی اللہ پاک کی سنت ہے۔ تاکہ انکار کی گنجائش نہ رہے۔ اس نے شریعت نبویؐ کو دوامی حیثیت دی ہے اور اپنے اولیاء کو اس کے اظہار کا سبب گردانا ہے۔ تاکہ ہمیشہ خدا کی آیتیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت ظاہر ہو، اور بالخصوص انہی کو جہان کا والی بنایا ہے جنہوں نے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کامل اتباع کیا۔ ایمان کی عمومیت سب کے

کے لئے ہے، لیکن ولایت خاص ہے۔ جو عنایت ایزدی سے حاصل ہوتی ہے کسی کو مجاہدے کے ساتھ، کسی کو بلا مجاہدہ جیسا کہ دربار شاہی میں دربان سے لے کر وزراء اور وزیر اعظم تک سب چاکر ہیں اور ملازمت کے حکم عام میں داخل، لیکن بعضوں کو بعض پر فضیلت حاصل رہتی ہے پس تخصیص کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس سے کل معانی کا انکار لازم آتا ہے

حضرت ابن عربیؒ کا یہ قول پہلے نقل ہو چکا ہے۔ کہ ولایت اللہ کی صفت ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے، حتیٰ کہ دار الآخرۃ میں نبی اور رسول کا امر نبوت و رسالت ختم ہو جائے گا۔ لیکن ان کی صفت ولایت باقی رہے گی۔

اولیاء اللہ کا علم:۔ اولیائے کاملین کے علم کی کیا نوعیت ہوتی ہے اور وہ کس طرح انہیں عطا کیا جاتا ہے، اس کے سمجھنے کے لئے پہلے ان کے سرچشمۂ علم و بصیرت یعنی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و بصیرت کے متعلق جاننا ضروری ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ذات ربیؐ اور علم ما کان و ما یکون کے حامل تھے۔ اس کا ثبوت آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے، سورہ جن میں ہے، عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ، یعنی خدا عالم الغیب ہے، کسی کو اپنے غیب ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اسے جس کو رسولوں میں سے مرتضیٰ (برگزیدہ) کرے۔

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ کے حوالے سے علامہ قسطلانی مواہب میں نقل کرتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ۔ یعنی خدا نے تمام دُنیا کو میرے سامنے کیا اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ اس میں ہے۔ اور جو اس میں ہوگا۔ قیامت تک اور دُنیا کے تمام اطراف و جوانب میرے سامنے اس طرح ہیں جیسے ہاتھ کی میرے ہتھیلی۔ غرضیکہ حضورؐ وہ تھے جن کا مرتبہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جان سکتا۔ خود حضورؐ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَتِيْ غَيْرُ رَبِّيْ يَا اَبَا بَكْرٍ، یعنی اے ابوبکر میری حقیقت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ ایک دوسرے موقع پر فرمایا مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ۔ یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

آپؐ کو قرآن کریم کا مکمل علم و عرفان حاصل تھا اور قرآن کریم میں سب کچھ ہے۔ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ:۔ یعنی ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع کر دیا ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (انعام) یعنی ہم نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا، سب کچھ بیان کر دیا ہے، كُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ (سورہ قمر) یعنی قرآن کریم میں چھوٹی بڑی سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں،

اسی طرح کی متعدد آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باذن ربی علم ما کان و ما یکون کے حامل تھے۔ یعنی جو کچھ ہو چکا۔ جو ہو رہا ہے، اور جو قیامت تک ہوگا۔ کچھ حضورؐ سے پوشیدہ نہیں، پس حضورؐ ہی کے صدقہ و طفیل میں اور آپؐ ہی کی روح اقدس کے فیضان کی بدولت حضرات اولیاء کرامؒ بھی جو کامل طور پر آپؐ ہی کے مقلد، متبع اور پیرو ہوتے ہیں (بلکہ جو آپ کی ذات بابرکات میں درجۂ فنائیت حاصل کر کے فانی فی الرسولؐ بن جاتے ہیں) اُن علوم سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ جن سے عام انسان محروم رہتے ہیں۔

ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں، ترجمہ، فرمایا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے۔ پاک نفوس جب علائق بدنیہ سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اور ملاء اعلیٰ سے جا کر مل جاتے ہیں۔ اور کوئی حجاب ان کے لئے باقی نہیں رہتا۔ پس وہ تمام مخلوق کا ویسے ہی مشاہدہ کرتے ہیں جیسے اپنے نفس کا کرتے ہیں۔ اور اس بھید پر وہی واقف ہوتے ہیں جن کے لئے خدا کی طرف سے آسانی پیدا کر دی جاتی ہے۔

اولیاء اللہ اپنی حیات ظاہری میں بھی کشف صدر اور الہام جیسی نعمتوں کے حامل ہوتے ہیں، جو قرآن فہمی کے لئے اشد ضروری ہیں، کشف صدر کے بغیر قرآن فہمی کا دعویٰ غلط ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ۔ (پس جب ارادہ فرماتا ہے اللہ کہ ہدایت فرمائے کسی کی تو کشادہ فرما دیتا ہے۔ اس کے سینے کو اسلام کے لئے) لہٰذا جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ کسی کو کشف صدر کی نعمت عطا نہ فرمائے نہ وہ "ہدایت یافتہ" ہو سکتا ہے۔ نہ اسے صحیح بصیرت حاصل ہو سکتی ہے۔ نہ وہ بندہ معارف الٰہیہ اور حقیقت اسلام سے باخبر ہو سکتا ہے۔

اندریں حالات صرف خاصان خدا ہی اسرار الٰہیہ اور رموز غیبیہ پر مطلع رہتے ہیں اور انہی کا علم مستند ہو سکتا ہے۔ لہٰذا دینی امور میں جو لوگ اولیاء اللہ کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہیں وہی حق پر ہوتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے علم ظاہری کے نشہ میں مست ہو کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہیں کشف و شہود اور بصیرت و عرفان کی دولت بھی حاصل ہے، وہ قرآن پاک کے سمجھنے اور سمجھانے میں ٹھوکریں کھاتے ہیں

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور

چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے (اقبال)

قرآن پاک کا ظاہر و باطن: حدیث شریف ہے: عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ لِکُلِّ آیَۃٍ مِنْھَا ظَھْرٌ وَّبَطْنٌ وَلِکُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ۔

اس سے ظاہر ہوا کہ قرآن پاک کا ایک ظاہر ہے اور کئی بطون ہیں۔ اس کے بطون پر مطلع ہونا تو علیٰ قدر مراتب صرف اہل باطن کا کام ہے۔ اس کے ظاہر کے سمجھنے میں بھی اس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں، جن کی انتہا نہیں، انہی دقتوں کی وجہ سے بڑے بڑے علماء بھی آئمہ مجتہدین کے اصول موضوعہ اور "راسخین فی العلم" کی تحقیق کے تابع رہتے اور اسی کے مطابق عمل کرتے چلے آ رہے ہیں

حضرات!! یہ قرآن پاک وہ کلام ربانی ہے جس کی ایک ایک آیت کی تحقیق میں بیسیوں علوم و فنون کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کے ایک ایک لفظ اور تمام الفاظ کی باہمی ترکیب میں سینکڑوں احتمال نکالنے پڑتے ہیں، پھر ان سب میں سے بدلائل ہر ایک کی تردید کر کے بقرائن شتیٰ معنی مقصود کی تعیین کی جاتی ہے۔ پھر اس سے اصل مقصود پر استدلال کیا جاتا ہے اور وہ بھی خدا کے حوالہ ہوتا ہے۔ کوئی یقیناً یہ نہیں کہہ سکتا کہ ما ہو المدلول مطابق مقصود کے ہے یا اس کے خلاف یہی حال حدیث فہمی کا ہے جس کی صحت و عدم صحت شرح و بسط اور معنی حقیقی کی تعیین کے سلسلے میں بیسیوں علوم معرض وجود میں آ گئے۔ اور آئمہ مجتہدین و محدثین نے علم حدیث کی تحقیق و انضباط میں عمریں بسر کر دیں اور جان و مال کی قربانیاں دے کر ہمارے لئے راستہ صاف کیا (اللہ ان کی روحوں پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے آمین)

(باقی آئندہ)